مترجم: ڈاکٹر محمد عمر
ریڈر شعبۂ تاریخ علی گڑھ
مسلم یونیورسٹی۔ علی گڑھ

مجالسِ کلیمی

(ملفوظات شاہ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی)

مرتبہ: خواجہ محمد کامگار خاں، خادم و مرید حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی خلیفہ شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی

قسط نمبر ۲

تیسویں مجلس:

بروز سنیچر، بتاریخ ۲۱/ ربیع الثانی کو قدمبوسی کی دولت میسّر ہوئی۔ اس موقع پر صدور ری احوال موتا و القبور کتاب کا اس کی شرح سے مقابلہ کر رہے تھے۔ مقابلہ رکھنے کے بعد ایک عبارت کا عجیب و غریب ترجمہ بیان فرمایا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاجر کافروں کو سزا دینے کے لئے بڑے صحابیوں کی ایک جماعت کو متعین کیا۔ ان سے مقابلے کے بعد خوں ریزی شروع ہوئی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی ایک بڑی تعداد شہید ہوئی۔ کافروں اور خاجروں کے لشکر کی طرف سے ایک شخص لشکرِ اسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن سے یہ درخواست کی کہ: "میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں مجھے کلمۂ طیبہ پڑھا دیجئے۔" (انھوں نے) دریافت کیا کہ: "اسلام کی طرف تمہارے

داغب ہونے کی کیا وجہ ہے۔" اس نے جواب دیا کہ جب میں ایک مسلمان کے مقابلے میں لڑنے گیا، (اور) اس کے سینے میں میں نے نیزہ مارا تو وہ شخص مع نیزہ آسمان کی طرف پرواز کر گیا۔ آسمان میں ایک تخت ظاہر ہوا اس تخت پر بٹھا کر فرشتے اُسے اتنی بلندی پر لے گئے کہ وہ تخت میری نظر سے اوجھل ہو گیا۔ مسلمانوں کی عظمت کو دیکھ کر میں یہ چاہتا ہوں کہ مشرف بہ اسلام ہو جاؤں (اس معرکے) میں مسلمانوں کی جو جماعت قتل ہوئی تھی، لشکر کے سرداروں نے اُن میں سے ہر ایک کو تلاش کر کے اُٹھایا۔ اور انھوں نے یہ دیکھا کہ ایسے کون کون صحابی تھے جنھیں شہادت کا مرتبہ ملا۔ معلوم یہ ہوا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ، ایسے صحابی تھے جو کشتوں میں نہ پائے گئے۔ وہ منافق مسلمان ہو گیا اور مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو گیا۔ جناب اقدس نبی علیہ السلام کی خدمت میں یہ کیفیت اور ماجرا بیان کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمار فلاں آسمانی تخت پر جلوہ افروز ہے۔ ان فوائد کے بیان کرنے کے بعد (انھوں نے) فرمایا کہ قدیم انبیائے علیہ السلام کے یہ تمام معجزے آنحضرتؐ کی ذاتِ بابرکات سے ظہور پذیر ہوئے لیکن اُن کا جسمِ مبارک زمین میں سکون (دفن) ہوا، اور حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا علیہ السلام مع جسم (بذاتِ خود) اعلیٰ بلندی پر تشریف لے گئے اور وہیں رہ گئے۔ رسول اللہ صلعم کی اُمت کے بزرگوں کے اولیا سے ایسے اعلیٰ مرتبے پر پہنچنے کی کرامت ظاہر ہوئی۔ کتاب مذکور کی عبارت پڑھنے کے بعد فرمایا کہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسہال کے مرض سے وفات پائی تھی۔ اس واقعہ کے بعد اُن کے لحاف سے سفید کپڑے کے ایسے دو ٹکڑے برآمد ہوئے جیسے کسی نے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے اور نہ ہی کسی جولاہے نے ان کی جیسی نفاست کا کوئی ایسا نفیس کپڑا پہلے کبھی بُنا تھا۔ معاصرین کو ایسا معلوم ہوا کہ یہ غیب (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے ہوا ہے۔ اُن ٹکڑوں کا کفن تیار کر لیا گیا۔ جب وہ لوگ شیخ کا جنازہ مدفن لے گئے تو انھوں نے وہاں ایک قبر تیار پایا گویا ابھی تیار کیا گیا ہے۔ (قبر کھود کر، اُسے درست کر کے) فی الفور انھیں اس میں دفن کر دیا۔ اور اس شیخ کو درجۂ شہادت نصیب ہوا جو بھی شخص اسہال کے مرض یا دیوار سے دب کر یا ڈوب کر یا جل کر

مرتا ہے، اسے درجۂ شہادت عطا ہوتا ہے۔ علمائے محدثین نے شہادت کا درجہ پانے کے لئے سات اسباب مقرر کیئے ہیں۔ اس سلسلے میں اس خادم نے عرض کیا کہ آج مغرب کی نماز میں ایک عقیدتمند پیچھے سے آکر شامل ہوا تھا حضرت بدولت نماز کے بعد اندر تشریف لے گئے۔ اُن کے انتظار میں وہ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بندگی بجا لایا اور زار و قطار رونے لگا کہ آپ ایسے عزیزوں کو معاف فرما دیتے ہیں جو بے وقت حاضر ہوتے ہیں۔

اِس کمترین کی طرف روئے مبارک کرتے ہوئے (اُنھوں نے) فرمایا کہ مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد میں دُعا پڑھتا ہوں اور اندر جاکر سنت ادا کرتا ہوں۔ اور فرض کے ساتھ ساتھ سنتِ مؤکدہ اس طرح منسلک ہے کہ بلا فاصلہ خاموشی سے ادا کرنا چاہیئے۔ اس کمترین نے عرض کیا کہ حضرت غریب نواز سلمہ اللہ تعالیٰ اسی طریقے پر مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد حجرۂ مُبارک میں تشریف لے جاتے ہیں اور حضرت ولایت پناہ کی پیروں کی تکمیل کرتے ہیں۔ اگر اس دوران کوئی شخص وارد ہوتا ہے تو وہ انتظار میں بیٹھ جاتا ہے اور دو تین گھڑی رات گذرنے کے بعد اس سے ملتے ہیں۔ ان فوائد کے سننے کے بعد اس کمترین کو رخصت عطا ہوئی الحمدللہ علیٰ ذالک۔

گیارھویں مجلس:

روز سنیچر، بتاریخ ۲۶/ ربیع الثانی کو قدمبوسی کی دولت میسر ہوئی۔ زنان خانے میں تشریف رکھتے تھے۔ اِس کمترین کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ بچا ہوا کھانا مجھے عطا کرکے نوازش فرمائی۔ میں آداب بجا لایا۔ تھوڑی دیر بعد خانقاہ میں تشریف لائے۔ اس ولی نعمت کا شکریہ ادا کرکے میں نے عرض کیا کہ گزشتہ جمعہ کو قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا تھا۔ فرمایا کہ میں حضرت قطب الاقطاب قطب الدین کاکی قدس سرہٗ کی زیارت کے لئے گیا ہوا تھا، اور واپس آکر میں نے دہلی میں نمازِ جمعہ ادا کی تھی۔ (انھوں نے) اصل کتاب سے شرح صادر کا مقابلہ کرنا

شروع کیا۔ چند صفحات کا مقابلہ کر کے عربی عبارت کا ترجمہ بیان کیا۔ (فرمایا) حضرت سید المرسلین علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی صورت میں پہلا فتنہ ظاہر ہوا تھا اور اس کے بعد مسلمانوں میں جتنی بھی ایسی جنگیں وقوع پذیر ہوئیں، وہ سب حضرت عثمان کے خون بہا کی خاطر ہوئیں۔ اس واقعہ کے بعد معاصر ایک ولی نے خواب میں دیکھا کہ دُنیا و عقبیٰ کو لاکر پیش کیا گیا اور ان دونوں کے درمیان میں ایک دیوار کھڑی کر دی گئی۔ اُس ولی کا یہ بیان ہے کہ میں نے اپنے کو اس دیوار کے نیچے پایا۔ میں چند قدم آگے بڑھا۔ میں نے ایک جماعت کو وہاں بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں نے اُن سے دریافت کیا۔ "تم لوگ کون ہو"؟ انھوں نے جواب دیا کہ: "ملائک" میں اور آگے بڑھا۔ زینے نظر آئے۔ میں اُن زینوں سے اوپر چڑھ گیا۔ اب مجھے وہاں ایک جوان اور ایک شیخ بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ اُس جوان کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس تھی اور وہ ضعیف شخص حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تھے۔ آنحضرت صلوٰت اللہ علیہ کو میں نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ ؑ سے یہ کہتے ہوئے سُنا کہ "میری اُمّت کے حق میں دُعا فرمائیں"۔ اُنھوں نے طیش میں آکر جواب دیا۔ "میں ایک ایسی اُمّت کے حق میں کیا دُعا کروں جس سے ایک ایسا شخص شنیع عمل سرزد ہوا اور اُس نے اپنے امام کو قتل کر ڈالا۔ اُنھوں نے سعد کی طرح، جن کا شمار دوستوں میں ہوتا ہے، کوئی ایسا کام نہیں کیا جو اُن کی نجات کا باعث ہوتا۔ (حضرت ابراہیم) خلیل اللہ علیہ السلام کی بات سُن کر میں بیدار ہوا اور سعد رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف میں دوڑتا ہوا گیا۔ میں نے (سعد کی) خدمت میں وہ خواب بیان کیا اور اُن سے دریافت کیا کہ اُنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے فساد کے موقع پر کون سا ایسا کام کیا تھا اور وہ کس کے ساتھ شریک تھے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "میں نے غیر جانبداری اختیار کر لی تھی"۔ الحمد للہ۔ میرا یہ فعل میرے لیے نجات اور مرتبوں کے کشادہ ہونے کا باعث ہوا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے اُس ولی کو، جس نے یہ خواب دیکھا تھا، یہ وصیت کی تھی اور اُن سے یہ معلوم کیا تھا کہ: "آیا تم مالِ غنیمت رکھتے ہو؟" اس نے جواب دیا۔ "نہیں"۔ انھوں (سعدؓ)

نے فرمایا کہ "اے عزیز! یہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ غنائم کے خیر و شر کو اپنی قوت (نہ) سمجھ اور اپنی پوشاکوں کے لئے کھالوں کا انبار کر۔ ایک ایسے پُر آشوب زمانے میں جس کا فساد بحر و بر پر مسلّط ہے سب کاموں سے بہتر گوشہ نشینی ہے۔" حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ خواب تو واقع سوتے ہی رہتے ہیں لیکن اولیاء کے خواب میں صداقت اور اصلیت ہوتی ہے فرمایا (شاہ صاحب نے) کہ سونے کے وقت سونے والے کی رُوح نتھنوں سے باہر آتی ہے اور آسمان اور اطراف و اکناف کی طرف چلی جاتی ہے۔ اور رُوح کا بڑھنا سورج کے نور کی طرح ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق اس کی ذات سے ہے۔ اور اس کا پَرتو ساری دُنیا پر محیط ہو جاتا ہے۔ فی الحقیقت سورج کی ذات سے اس کا نور الگ ہوتا ہے اور یہی بات چراغ کی روشنی کے بارے میں صادق آتی ہے وہ فرشتہ جو رُوح کا مؤکل ہے جس قدر روح کو ظاہر کرتا ہے اتنا ہی دیکھتا ہے۔ اور عرش کے نچلے حصے میں جو دیکھتا ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ کیونکہ شیطانوں کے تصرف کی وجہ سے آسمان کا نچلا حصہ خالی نہیں ہے اور عرش مجید کے برابر جا کر جن روحوں کا وہ مشاہدہ کرتا ہے اور دیکھتا ہے وہ ان کو پوری طرح دیکھتا ہے۔ اُن میں کسی قسم کا فرق نہیں ہوتا ہے۔ ان فوائد کو سننے کے بعد حاضرین مجلس میں سے ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا: "اس خادم کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس کا نام تجویز فرما دیں" فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے کہ سارے ناموں میں سے بہترین چھ نام ہیں۔ چنانچہ وہ نام (انھوں نے) گنے۔ عبد اللہ، عبد الرحمٰن، محمد، احمد، حامد اور محمود۔ اِن ناموں سے جو نام آپ چاہیں، اس کا وہی نام رکھ دیں۔ اُس ملتمس اور حاضرین نے عبد اللہ نام پر اتفاق کیا کیوں کہ یہ نام جامع ہے اصحاب (رسول) میں سے تین سو اور چند لوگ ایسے تھے جن کا نام یہی تھا لیکن اُن میں سے ہر ایک کی کنیت الگ الگ تھی کہ ان کنیتوں سے ان کی تشخیص کی جاتی تھی۔ کسی اور دن آنا تاکہ تمہارے بیٹے کی کنیت تجویز کر دوں۔" اس کے بعد فرمایا کہ ماں اور باپ کو بچے کی اس قدر خواہش ہوتی ہے کہ اس کے تولّد ہونے سے پہلے ہی دل میں یہ طے کر لیتے ہیں کہ اگر لڑکا ہوا تو ہم اس کا فلاں نام رکھیں گے۔ جو شخص اپنے لڑکے کا نام مجھ سے تجویز کرانے آتا ہے تو میں اس شخص کی خواہش

معلوم کر کے اس نومولود لڑکے کا نام تجویز کرتا ہوں تاکہ اس کی خواہش کے خلاف نام تجویز نہ ہو جائے۔ اور چھ دن کے بعد اس کا نام تجویز کرتا ہوں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ جب تک بچے کا نام مقرر نہیں ہو جاتا اُس وقت تک عورتیں اُسے دودھ نہیں پلاتی ہیں۔ اِس خادم نے دیدہ و دانستہ یہ بات عرض کی تھی۔ (انھوں نے) فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (اس موقع پر) اس خاکسار کو بے ساختہ غریب نواز (شاہ نظام الدین اورنگ آبادی) کا یہ قاعدہ یاد آ گیا کہ وہ عقیدتمندوں کے بچوں کے نام چھ دن کے بعد مقرر کیا کرتے تھے۔ سبحان اللہ پیر طریقت کی پیروی اور مطابقت اس حد تک ہونی چاہیے جیسی کہ وہ وادیٔ حقیقت کے رہنما یعنی شاہ نظام الدین مدظلہٗ کیا کرتے ہیں۔ کلّی اور جزوی امور میں پوری طرح سے پیروی کرتے ہیں اور ذرہ برابر بھی فروگذاشت اور کمی نہیں کرتے ہیں۔ یہ بات آنحضرت سلمہ اللہ تعالیٰ کے کمال پر دلالت کرتی ہے ؎

پیروی پیر لازم گشت، امّا مشکل است ہست آساں آنقدر مریدے کہ او خود پیر شد

(پیر کی پیروی کرنا لازم قرار دی گئی لیکن یہ کام مشکل ہے۔ یہ کام اس کے لئے آسان ہے جو بذاتِ خود پیر بن گیا)۔

لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ عِنْدَنَا (ہم اپنے نزدیک اُن میں سے کسی میں کوئی فرق نہیں کرتے)۔

اس گفتگو کے ضمن میں خیرات اور نیکیوں کا ذکر آ گیا۔ فرمایا کہ "غریبوں اور مسکینوں کے حالات معلوم کر کے خیرات دینے میں بہت بڑا اجر ملتا ہے"۔ یہ فوائد بھی بیان کیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک عورت نے یہ عرض کیا کہ "میرا ہاتھ سوکھ گیا ہے"۔ دعا فرمائیں کہ اس میں پہلے کی طرح طاقت آ جائے" اور اس میں پکڑنے کی طاقت دوبارہ پیدا ہو جائے۔ ام المومنین نے (اس عورت سے) اس کی وجہ دریافت کی۔ اس نے

جواب دیا کہ میرے ماں و باپ ایسے تھے کہ والد صاحب توفیق اور مخیّر تھے اور میری والدہ بخیل اور طبعاً بہت کنجوس تھیں۔ ایک دن میرے والد نے ایک گائے قربان کی تھی۔ میری والدہ نے اس کی تھوڑی سی چربی (یا گوشت) ایک فقیر کو دے دی تھی۔ اور ایک مرتبہ ایک مسکین کو انھوں نے خیرات میں سوتی کپڑے کا ایک ٹکڑا دے دیا تھا۔ ساری عمر میں انھوں نے یہی دو نیکیاں کی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے والدین موت کا سامان کر کے عالمِ بقا کے لئے رخصت ہو گئے۔ ایک دن میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک بڑے حوض کے کنارے کھڑے ہوئے پیاسوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ میں ان کے قریب گیا اور اُن سے ملا۔ میں نے اُن سے والدہ کے بارے میں معلوم کیا۔ انھوں نے کہا کہ مجھے اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ میں چند قدم اور آگے بڑھا (اور) میں نے اپنی والدہ کو برہنہ بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس کپڑے سے اپنا ستر چھپائے ہوئے تھیں جو انھوں نے ایک مسکین کو دیا تھا اور اس چربی کو ایک ہاتھ سے دوسرے میں مل رہی تھیں۔ والدہ کو جب میں نے اس حالت میں دیکھا تو رنجیدہ ہو کر میں نے اُن سے ان کی حالت دریافت کی۔ وہ بولیں کہ میں بہت پیاسی ہوں۔ دوبارہ میں دوڑ کر والد کے پاس گیا اور اس حوض سے پانی کا ایک برتن بھر کر لایا۔ میری والدہ اس پانی کو پی کر سیر ہو گئیں۔ اور ان کی حالت ٹھیک ہو گئی۔ (اس موقع پر) دور سے دوڑ کر چند فرشتے میرے نزدیک آئے اور انھوں نے مجھے ڈرایا دھمکایا اور غیظ و غضب سے پیش آئے۔ انھوں نے پوچھا کہ تم نے اس کنجوس (عورت) کو جو عذاب میں گرفتار تھی، پانی پلا کر کیوں سیراب کیا؟ اس کا ہاتھ شل ہے فرشتوں کی دُعا کی آواز سے میرا (ہاتھ) شل ہو گیا بیدار ہونے کے بعد میری ایسی ہی حالت ہو گئی تھی۔ ان فوائد کو بیان کرنے کے بعد اس کمترین کو رخصت عطا ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

بارھویں مجلس:

بروز پیر، بتاریخ ۲۸/ ربیع الثانی کو قدمبوسی کی دولت میسّر ہوئی۔ صبر کے بارے میں ذکر آیا فرمایا کہ ایک باکمال شخص قبروں کی زیارت کے لئے گیا ہوا تھا۔ چھ قبریں ایک دوسرے کے متصل

تھیں ۔ وہ شخص قبروں کے بارے میں کشف رکھتا تھا ۔ اس نے دیکھا کہ اہلِ قبور اللہ تعالیٰ کے فضل سے محفوظ اور مسرور ہیں ۔ اُن سے (اس نے) دریافت کیا کہ میں نے آپ لوگوں کو بہت اچھی حالت میں دیکھا ہے ۔ سچ سچ بتائیے کہ آپ لوگوں میں کس شخص کا مرتبہ سب سے زیادہ بلند ہے ۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ: یہ قبر جو میری قبر کے نزدیک ہے، اس کا صاحبِ قبر مجھ سے بہتر ہے ۔" ولیوں کی زیارت کرنے والا وہ شخص اس قبر کی طرف متوجہ ہوا ۔ مرغوب لباس میں ملبوس ایک جوان باہر آیا جس کی پیشانی سے انوار نمایاں تھے اور رحمتِ الٰہی کے آثار ہویدا ہو رہے تھے ۔ ولی مذکور نے اُنھیں سلام کیا ۔ (انھوں نے) سلام کا جواب دیا ۔ انھوں نے دریافت کیا کہ اے جوان تمہاری عمر بہت تھوڑی تھی لیکن اس تھوڑی سی عمر میں تم نے کس قدر نیکیاں کیں ۔ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے فرائض ادا کیے کہ تم اس اعلیٰ ترین مرتبے کو پہنچے ۔ اس نے جواب دیا کہ: اے شیخ جن عبادتوں کا آپ نے شمار کیا، اُن میں سے میں نے زندگی بھر کسی ایک پر بھی عمل نہیں کیا تھا لیکن چونکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے دُنیا میں مجھے مصائب میں گرفتار رکھا تھا اور میں نے اُن پر صبر کیا تھا (اس لیے) مرنے کے بعد حضرت کریم نے اپنے لامحدود فضل سے مجھے جزائے صبر عطا کیا ۔ یہ اعلیٰ مراتب دُنیاوی مصائب پر صبر کرنے کی وجہ سے مجھے مرحمت ہوئے ۔ اس بات کی نزاکت کو اُنھوں (شاہ صاحب) نے اس انداز سے بیان فرمایا کہ جس طرح انبیاء علیہ وصلوٰۃ والسلام نبوت کے بارے میں آپس میں برابر ہیں، اسی طرح تمام انسان انسانیت میں برابر ہیں ۔ اِنَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (میں تمہاری طرح بشر ہوں) یہ آیت اس بات کی شاہد ہے لیکن مرتبوں میں فرق، اعمال کے سبب سے ظہور پذیر ہوا ۔ ایک دن حضرت داؤد علیہ السلام نے مناجات میں اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا مانگی کہ یہ بندہ کون سا ایسا عمل کرے جو آپ کی درگاہِ بے نیاز میں قابلِ قبول ہو ۔ حکم ہوا: "مصیبت میں صبر کرنا ۔" حضرت داؤد علیہ السلام نے درخواست کی کہ یا الٰہی چونکہ یہ عمل آپ کی رضا حاصل کرنے کا باعث ہے، لہٰذا مجھے بلا میں گرفتار کر اور صبر کی توفیق بھی عطا کر تاکہ میں اس کا متحمل بھی ہو سکوں ۔" کچھ دنوں کے بعد ایسا ہوا کہ وہ اپنے عبادت خانے میں بیٹھے ہوئے تلاوت کرنے میں مشغول تھے ۔ اچانک

خوش رنگ ایک پرندہ وہاں ظاہر ہوا اور آکر ان کے نزدیک بیٹھ گیا۔ اس کا سارا جسم، چونچ سے لے کر پر و بازو تک یاقوتی رنگ اور اس کے پر متنوعہ جواہر کے رنگوں سے مالا مال تھے۔ قرأت کے دوران اس پر ان کی نظر پڑی، اور وہ پرندہ انھیں بہت پسند آیا۔ چونکہ وہ پرندہ قریب تھا اس لئے ان کی یہ خواہش ہوئی کہ اس کو پکڑ لینا چاہیئے۔ کتاب جزدان میں لپیٹ دی اور اس کو پکڑنے کے لئے بے تابی سے ہاتھ آگے بڑھایا۔ (حالانکہ) بھاگنا وحشی جانوروں کا خاصہ ہے لیکن (وہ نہیں بھاگا) اس سے یہ بات ظاہر نہیں ہوئی۔ وہ چند قدم اور دور ہٹ گیا۔ اسے پکڑنے کے ارادے سے حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی جگہ سے چند قدم اور آگے بڑھ کر پھر اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ وہ باز (پرند) اس جگہ سے دوسری جگہ آگے بڑھ گیا۔ اس تگ و دو میں ایسا ہوا کہ وہ (مکان کی) چھت کے کنارے تک پہنچ گئے۔ ان کے ہاتھ کی حرکت کی وجہ سے وہ باز چھت کے کنارے سے اڑ گیا۔ اب آزمائش کا وقت آگیا۔ داؤد علی نبینا و علیہ السلام نے اس چھت کے کنارے سے اس بھاگے ہوئے پرند کی تلاش میں ادھر ادھر نظر دوڑائی۔[له] اتفاقیہ ان کی نظر ایک عورت پر پڑی جو نہا کر برہنہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس عورت نے آنحضرت کو دیکھ کر اپنے بالوں کو جنبش دی۔ اس کے بال اتنے لمبے تھے کہ اس حرکت سے اس کا سارا جسم ڈھک گیا۔ خوبصورت، نازک، اور اچھے بالوں والی اس عورت اور اس کی زیبائی اور رعنائی پر جب ان کی نظر پڑی تو ان کے دل سے ایک عاشق کی طرح آہ نکل پڑی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بے قابو ہو کر معبد خانے سے باہر نکل کر اس پڑوسی کے حالات کے بارے میں پوچھ تاچھ شروع کی۔ انھیں یہ بتایا گیا کہ وہ فلاں شخص کی بیوی ہے اور اس کے شوہر (غازی) کو اسلامی فوج کے ساتھ کافروں سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اس واقعہ کے بارے میں مفسر بی علیہ الرحمۃ نے بہت ہاتھ پاؤں مارے اور بہت خیال آرائیاں کی ہیں۔ بعضوں کا بیان ہے کہ وہ (عورت) ان کی منکوحہ تھی اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ دونوں نے آپس میں شادی کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی اور ابھی عقد نہیں ہوا تھا۔ القصہ، کافروں کے

له یا نیچے کی طرف دیکھا بھی ہو سکتا ہے۔

مقابلے کی اس جنگ میں وہ غازی شہید ہوگیا۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام نے اس دلربا معشوقہ کو اپنے عقد میں لے لیا، اور بلا میں گرفتہ ہونے کی طرف سے غافل رہے۔ اُن خوبیوں سے متصف ان کی ازواجِ مطہرات کی تعداد پہلے ہی ننانوے تھی اور اس منکوحہ کی شمولیت سے اُن کی تعداد سو ہوگئی۔ ایک دن اُسی عبادت خانے میں بیٹھے ہوئے عبادت میں مشغول تھے اور وہ بدھ کا دن تھا۔ چار سو افراد اس عبادت خانے کے چاروں طرف پہرہ دے رہے تھے اور اس مقررہ دن کو حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں کسی بھی شخص کو جانے نہیں دیتے تھے۔ اچانک دو شخص ایک قضیہ لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ حضرت کو اس بات سے بڑی حیرت ہوئی کہ وہ کس طرف سے آگئے۔ سلام کرنے کے بعد انھوں نے یہ درخواست کی کہ ہم ایک استغاثہ لے کر حاضر ہوئے ہیں۔ انھوں نے اُن سے اس معاملے کی نوعیت کے بارے میں معلوم کیا اُن میں سے ایک نے یہ کہا کہ اس دوسرے شخص کے پاس ننانوے بھیڑیں ہیں یا بکریاں ہیں اور میرے پاس ایک بھیڑ یا بکرا ہے۔ یہ شخص مجھ سے وہ بھیڑ یا بکرا چھیننا چاہتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ دونوں دعویدار بے انصافی پر تھے۔ یہ سن کر وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگے۔ اُن میں سے ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تم اپنی بات کہو۔ یہ بات کہہ کر وہ دونوں وہاں سے غائب ہوگئے (اس موقع پر) آنحضرت کو اپنا قصہ یاد آگیا۔ انھوں نے گریہ وزاری اور عاجزی کرنی شروع کردی اور وہ اس قدر زار و قطار روئے کہ اس گریہ کی شدت اور آنسوؤں کی نمکینیت کی وجہ سے اُن کے رُخسارِ مبارک زخمی ہوگئے اور پھٹ گئے۔ اور خون آلود ہوگئے۔ اور اُنھوں نے اپنے چہرۂ مبارک کو زمین پر اس قدر رگڑا کہ وہ گرد آلود ہوگیا۔ یہاں تک کہ اس نم مٹی اور پانی سے سبزہ اُگ آیا۔ بہت مدت کے بعد یہ آواز آئی کہ "اے داؤد تمہارے جرموں کی تلافی اُس وقت ہوگی کہ تم اس شہید کی قبر پر جاکر اُسے راضی کرلو۔" اُسی حالت میں آنحضرت اُس قبر کی طرف روانہ ہوئے اور چند دنوں میں اس کی قبر پر پہنچے۔ گریہ وزاری اور منت وسماجت کرتے ہوئے اُس

مرحوم کا نام لے لے کر فریاد کرتے رہے اور سلام عرض کرتے رہے۔ اُس نے کوئی جواب نہ دیا چند دنوں کے بعد اُس نے سلام کا جواب دیا۔ اُنھوں (حضرت داؤد علیہ السلام) نے کہا کہ خدا کے واسطے میرا قصور معاف کر دو۔ اس نے پھر کوئی جواب نہیں دیا۔ (پھر) ایک آواز آئی کہ اے داؤد! تم اُن سے اپنا قصور صاف صاف بتا دو اور تلافی کی اُن سے درخواست کرو۔ داؤد علیہ السلام نے یہ کہا کہ میرے گھر میں ننانوے عورتیں ہونے کے باوجود میرا دل تمہاری منکوحہ کی طرف راغب ہوا۔ میں نے اُسے اپنے نکاح میں لے لیا۔ میرے اس قصور کو معاف کر دو۔ بڑی ایک مدت کے بعد اُس نے اُنھیں معاف کر دیا (اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ) ہم نے بھی تمہیں معاف کر دیا۔ ان فوائد کے بیان کرنے کے بعد (شاہ صاحب نے) فرمایا کہ اسلام کے تمام ارکان کی بُنیاد صبر پر ہے۔ اور اُن کی تفصیل بیان کی۔ اور کہا کہ نماز کے بارے میں حکم ہے کہ مصلّی سجدہ گاہ پر اپنی نظر رکھے اور بات چیت نہ کرے، حالاں کہ دل اس بات کی خواہش کرتا ہے اور نظر ادھر اُدھر دیکھنے کی خواہاں ہوتی ہے۔ (پھر بھی) مصلّی صبر کرتا ہے۔ اور خود کو ان باتوں سے روکتا ہے۔ یہی صورت روزہ دار کی ہوتی ہے کہ وہ اپنے کو کھانے پینے اور جماع کرنے سے باز رکھتا ہے اور یہ عمل بھی صبر پر مبنی ہے۔ ایک حاجی جو مکّہ کے سفر پر روانہ ہوتا ہے اور سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا ہے، وہ بھی سفر کے مصائب برداشت کرتا ہے۔ دل کی رغبت اور دولت سے انسان کو جو محبت ہوتی ہے، اس کے باوجود زکوٰۃ دینے والے اللہ تعالےٰ کے حکم کے مطابق فقیروں کو دولت دیتے ہیں۔ اور اس روپے کو اپنے سے الگ کرتے ہیں۔ لہٰذا اسلام کے سارے کے سارے احکام صبر سے خالی نہیں ہیں۔ یہ وہ صبر ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں سے ہر ایک شخص طرح طرح کے نیک بدلوں سے نوازا جائے گا اور وہ محفوظ رہیں گے۔ ان فوائد کے سننے کے بعد اس کمترین کو رخصت عطا ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک (اللہ کا شکر ہے اس پر)

تیرھویں مجلس:

بروز بدھ، بتاریخ ۷/ جمادی الاوّل کو قدمبوسی کی دولت میسّر ہوئی۔ ایک عزیز

یہ درخواست کی کہ اس کمترین کے بارے میں فلاں امیر کے نام دو لفظ بطور سفارش تحریر فرما دیں قلمدان منگوا کر اپنے دستِ مبارک سے ایک خط اس امیر کے نام لکھ کر اُسے مرحمت فرمایا۔ اور اس کمترین (کامگار خاں) سے فرمایا کہ یہ عزیز شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے پوتوں میں سے ہے جو اخبار الاخیار کے مصنف اور فاضل، عالم اور ایک درویش تھے۔ اس خاکسار نے عرض کیا کہ ایک ایسے بزرگ کا پوتا افلاس، تنگدستی اور محتاجی کا شکار ہے اور اس دور میں بزرگ زادوں کے مناسب حال ان کی قدر دانی کرنے والا ایسا کوئی شخص نہیں ہے ؎

درد ہر کہ اولادِ بزرگاں خار است سرگشتہ چوں منؑ دریں جہاں بسیار است

آدم بودن بشرطِ منصب دیدم ایں جا نہ نسبت بلکہ منصب گاہ است

(اس دُنیا میں بزرگوں کی اولاد کانٹے کے مانند ہے اور مجھ جیسے پریشان حال اس دُنیا میں بہت ہیں۔)

(میں نے یہ دیکھا ہے کہ انسان وہی ہے جو منصبدار ہے، اس جگہ نسبت کی کوئی قدر نہیں ہے کیونکہ یہ جگہ منصب کی ہے۔

فرمایا کہ لوگوں کا یہ فرض ہے کہ وہ بزرگ زادوں کی قدر پہچانیں اور ان کے ساتھ سلوک اور رعایت کریں۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک شخص کسی (بزرگ کا) مُرید تھا۔ اس شخص نے اپنے مرشد زادے کو شرع کے برخلاف عمل کرتے دیکھا۔ (لہٰذا) اس نے اس سے ملنا جُلنا اور اس کی تواضع کرنا ترک کر دیا تھا چنانچہ اکثر صاحبزادے جوانی کے عالم میں آباو اجداد کی پیروی اور تقلید کو چھوڑ کر لہو ولعب میں گرفتار ہو جاتے ہیں ؎

آدمی زادہ نادان، بچہ ماند، دانی نسخہ معتبر و خوش خط و بسیار غلط

(تم جانتے ہو کہ آدمی کا نادان بچہ ویسا ہی ہوتا ہے جیسے کہ ایک معتبر اور خوش خط نسخہ جس میں بہت سی غلطیاں ہوں)۔

حسن اتفاق سے راستے میں اس مرید کی اپنے مُرشد زادے سے ملاقات ہو گئی۔ وہ

دور تک آگے بڑھا اور اس نے صاحب زادے کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا۔ اور اس کے ساتھ بے حد احترام اور اکرام سے پیش آیا۔ اور جب لوگوں نے اس سے یہ پوچھا کہ صاحبزادے سے اس قدر نفرت رکھنے کے باوجود تم اس سے کیوں ملے اور اس کا تم نے اس قدر احترام کیوں کیا تو اس نے جواب دیا کہ جیسے ہی میری نظر صاحب زادے پر پڑی تو میری نظروں کے سامنے شیخ کی ارواح آگئیں جیسے کہ وہ قبر سے نکل کر میری طرف دیکھ رہی ہوں۔ میں بے بس ہوگیا اور قدم بوسی کے آداب بجالایا۔ اس طرح میرے ملنے کو دیکھ کر شیخ علیہ الرحمۃ دوبارہ قبر کے اندر چلے گئے۔ لہذا اس واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرشد کا بیٹا اور ایک بزرگ کا بیٹا کیسا ہی کیوں نہ ہو، عقیدتمندوں اور بزرگوں کو اس کے احترام کرنے سے گریز نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اس کا ادب ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ ان فوائد کے سننے کے بعد اس کمترین کو رخصت عطا ہوئی۔ الحمدللہ علی ذالک (اللہ کا شکر ہے اس پر)

چودھویں مجلس:

بروز جمعرات، بتاریخ ۸/ جمادی الاول سنہ احد کو بابرکات بادشاہ رفیع الدرجات کو قدم بوسی کی دولت میسر ہوئی۔ بابرکت مجلس کے حاضرین میں سے ایک شخص نے دنیا کی مذمت اور دنیا پرست لوگوں کا ذکر چھیڑ دیا۔ فرمایا کہ گذشتہ زمانے میں لاہور شہر میں بے وفا نامی قلندر مشرب ایک درویش نے تکیہ قائم کی تھی۔ وہ مقام بہت پر فضا اور اچھا تھا۔ اور اس کا صحن بہت صاف ستھرا اور پاک تھا۔ اور اس جگہ کو صاف ستھرا رکھنے کے بارے میں وہ بے حد تاکید کیا کرتے تھے اور وہ لباس کے معاملے میں پابندی نہیں کرتے تھے۔ اور قلندروں کا لباس پہنا کرتے تھے۔ اُن کی وضع سپاہانہ تھی۔ اپنے ساتھ وہ اکثر اسلحے رکھا کرتے تھے اور اس بات کو اس درجہ ملحوظ رکھتے تھے کہ ہمیشہ تیر کو چلہ کمان میں لگا کر اپنے زانو پر رکھے رہا کرتے تھے۔ مدعا یہ ہے کہ وہ جنگ کے لئے تیار بیٹھا کرتے تھے۔ ان کی

زیارت کے لئے جو لوگ آیا کرتے تھے، اُن کے اِرد گرد بیٹھ جایا کرتے تھے اور خود وہ ان کے درمیان میں بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دن خانِ عالم، جن کا شمار اس عہد کے امیروں میں ہوتا تھا، شاہ صاحب سے ملنے آیا۔ اور ایک جمعدار بھی اُن کے ساتھ آکر وہاں بیٹھ گیا۔ جو خانِ مذکور کا ملازم تھا۔ کھانسی کی وجہ سے وہ جمعدار زمین پر بلغم تھوکنے لگا۔ شاہ بے وفا نے غصہ ہو کر اس جمعدار سے کہا کہ: اے بے ادب مردک فقیروں کی مجلس میں بے ادبی سے نہیں بیٹھنا چاہیے"۔ (یہ سُن کر) جمعدار طیش میں آگیا لیکن اس نے حفظِ مراتب کا خیال کرتے ہوئے کوئی جواب نہیں دیا لیکن بے حد غصے کی وجہ سے وہ کانپنے لگا۔ شاہ بے وفا نے خانِ عالم سے پوچھا کہ اس عزیز سپاہی کو کیا ہو گیا کہ وہ کانپ رہا ہے۔ خانِ عالم نے جواب دیا کہ حضرت نے اس کے بارے میں جو فرمایا ہے ویسی بات اس نے پہلے کبھی کسی دوسرے سے نہیں سُنی تھی، چوں کہ اس نے اپنا غصہ پی لیا، اس لئے اس پر یہ کیفیت طاری ہو گئی۔ درویش نے کہا کہ میں نے کون سی ایسی بات کہہ دی ہے کہ ایسی حالت پیدا ہو گئی ہے (میں نے صرف اتنا ہی کہا ہے کہ) دُنیا کے سب لوگ مردک ہیں اور تم مردکِ کلاں ہو۔ اور وہ مردکِ خورد۔ اس بات کو سُن کر اس جمعدار کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور اس کے جسم کی کپکپی دُور ہو گئی۔ اس کے بعد (شاہ صاحب) نے فرمایا کہ چوں کہ دُنیا داروں کا مطلوب یہ حقیر دُنیا ہوتی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اس دُنیا کے طالب بھی شرمندگی اور تحقیر کے شکار رہیں۔ چوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور مقدس ہے اور عزیز اور قابلِ احترام ہے، اس کے طالب بھی معزز اور مکرم ہوتے ہیں ؎

طالبِ دُنیا ذلیل و خوار گشت

طالبِ مولا عزیز و ذو الکرام

او چو مطلوب خود اندر خواری است

ایں چوں مطلوب خود اندر احترام

(دُنیا کا طالب ذلیل و خوار ہوتا ہے اور مولا کا طالب عزیز اور ذوالکرام ہوتا ہے)۔

(اپنے مطلوب کی طرح وہ اصحاب میں شامل ہے، اور وہ اپنے مطلوب کی طرح دائرہ احترام میں ہے)۔

اس کے بعد اس کمترین کی طرف متوجہ ہو کر وہ خط مجھے عنایت کیا جو انھوں نے حضرت غریب نواز کے نام لکھا تھا۔ فاتحہ پڑھ کر مجھے خجستہ بنیاد کے لئے رُخصت کیا۔ یہ خاکسار آداب بجالا کر اور قدمبوسی کر کے دارین کی سعادت حاصل کر کے واپس لوٹ آیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ (شکر ہے اللہ کا اس پر)۔

خواجہ بندہ نواز کا تصوف و سلوک

(مرتبہ ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب ایم اے)

خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگ اور حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے اجل خلفاء میں تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں ان کے مسلک تصوف و سلوک کو شگفتہ و دلکش انداز میں پیش کیا ہے۔ دوسرے مشائخ چشت کی طرح خواجہ صاحب کے یہاں بھی عشق و محبت، اور حق تعالیٰ کی معرفت ہی اصل ہے اور ذکر و فکر اور رابطۂ شیخ اس کے طرق و وسائل ہیں۔

اس کتاب میں اصل اور تینوں طرق کی حقیقت، اقسام و مراتب وغیرہ کو کتاب و سنت کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے اور اُن پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں اُن کا جواب دیا گیا ہے۔ اور آخر میں خواجہ صاحب کے حالات و کمالات کا مختصر مگر جامع تذکرہ بھی ہے۔ صفحات ۱۲۸۔ قیمت مجلد -/۶ روپے

مینجر ندوۃ المصنفین ۔ اُردو بازار ۔ جامع مسجد دھلی